(پروفیسر محمد اکرام تائب، عارف والا)

مہنگائی

کس قدر تیرِ ستم پھینکے ادھر مہنگائی نے
کر دیا چھلنی غریبوں کا جگر مہنگائی نے

یورشِ آلام ہی نے مارڈالا تھا ہمیں
اور اوپر سے نکالی ہے کسر مہنگائی نے

مرچ، ہلدی، دال، آٹا اور گھی کا کچھ نہ پوچھ
توڑ ڈالی ہے غریبوں کی کمر مہنگائی نے

پیٹ خالی، پاؤں ننگے، بال ہیں بکھرے ہوئے
کر دیا مجبور سے مجبور تر مہنگائی نے

انتظارِ آمدِ گل میں جوانی ڈھل گئی
روند ڈالے پاؤں میں لعل و گہر مہنگائی نے

زندگی قیدِ مسلسل کی طرح کٹنے لگی
بے خطا لٹکا دیا ہے دار پر مہنگائی نے

آمدِ مہمان نزولِ رحمتِ باری تو ہے
یہ یقیں کمزور کر ڈالا مگر مہنگائی نے

رو رہے ہیں آج تائب سب غریب و بے نوا
دل دکھایا ہے ہمارا کس قدر مہنگائی نے

یک بیک

بدلی ہے ایسی صورتِ حالات یک بیک
سب کے بدل گئے ہیں خیالات یک بیک

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں بھی خوب ہے
آئی ہے قوم زیرِ طلسمات یک بیک

آیا وہ انقلاب مخالف نواز کے
دینے لگے ہیں حق میں بیانات یک بیک

ارضِ وطن میں لیگ سے بہتر نہیں کوئی
ملنے لگے ہیں ایسے اشارات یک بیک

جب ہارگئے جنگ جیالے تو دیکھئے
نکلی ہیں ان کے منہ سے خرافات یک بیک

جن کو بحال چشم زدن کل تلک نہ تھی
کرنے لگے ہیں ان سے سوالات یک بیک

پیوند لگاتے تھے جو مذہب میں خرد کا
لائے ہیں رنگ ان کے تضادات یک بیک

پوچھیں گے راز قوم کے اس التفات کا
ہوجائے گی جب ان سے ملاقات یک بیک

بے شک خدا کی ذات غفور و رحیم ہے
چھٹنے لگی ہے غم کی سیہ رات یک بیک

اربابِ اختیار کی دہشت تو دیکھئے
کھلنے لگے ہیں بابِ حوالات یک بیک

سرحد سے ولی خان ہے پنجاب سے نواز
اک ہوگئے ہیں انکے مفادات یک بیک

کاشف خدا نواز کو توفیق بخش دے
زندہ ہوں بزرگوں کی روایات یک بیک